احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

پیر 19 دسمبر 2011ء

روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 19 دسمبر 2011ء 23 محرم 1433 ہجری 19 فتح 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 284

جو ڈرتے ہیں

یقیناً وہ لوگ جو اپنے رب سے غیب میں ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے۔ اور تم اپنی بات کو چھپاؤ یا اسے ظاہر کرو یقیناً وہ سینے کی باتوں کا دائماً علم رکھتا ہے۔

(سورة الملک 13-14)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

مومن کامل کی پاک تبدیلی کے ساتھ خدا تعالیٰ بھی ایک نئی صورت کی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس نے انسان کو اپنے لئے پیدا کیا ہے کیونکہ جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا شروع کرے تو اسی دن سے بلکہ اسی گھڑی سے بلکہ اسی دم سے خدا تعالیٰ کا رجوع اس کی طرف شروع ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس کا متولّی اور متکفّل اور حامی اور ناصر بن جاتا ہے۔ اور اگر ایک طرف تمام دنیا ہو اور ایک طرف مومن کامل تو آخر غلبہ اسی کو ہوتا ہے کیونکہ خدا اپنی محبت میں صادق ہے اور اپنے وعدوں میں پورا۔ وہ اس کو جو درحقیقت اس کا ہو جاتا ہے ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ ایسا مومن آگ میں ڈالا جاتا ہے اور گلزار میں سے نکلتا ہے۔ وہ ایک گرداب میں دھکیل دیا جاتا ہے اور ایک خوشنما باغ میں سے نمودار ہو جاتا ہے۔ دشمن اس کے لئے بہت منصوبے کرتے اور اس کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن خدا ان کے تمام مکروں اور منصوبوں کو پاش پاش کر دیتا ہے کیونکہ وہ اس کے ہر قدم کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لئے آخر اس کی ذلت چاہنے والے ذلت کی مار سے مرتے ہیں اور نامرادی ان کا انجام ہوتا ہے۔ لیکن وہ جو اپنے تمام دل اور تمام جان اور تمام ہمت کے ساتھ خدا کا ہو گیا ہے وہ نامراد ہرگز نہیں مرتا اور اس کی عمر میں برکت دی جاتی ہے اور ضرور ہے کہ وہ جیتا رہے جب تک اپنے کاموں کو پورا کر لے۔ تمام برکتیں اخلاص میں ہیں اور تمام اخلاص خدا کی رضا جوئی میں اور تمام خدا کی رضا جوئی اپنی رضا کے چھوڑنے میں۔ یہی موت ہے جس کے بعد زندگی ہے۔ مبارک وہ جو اس زندگی میں سے حصہ لے۔

(براہین احمدیہ ۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 243)

نماز خدا کا حق ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو...... وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو...... یہ دین کو درست کرتی ہے، اخلاق کو درست کرتی ہے، دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے ...... قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے، ایک اُن میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی جنت ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 ص 592-591)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2011ء
مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

نصاب ششماہی سوئم

(واقفین نو)

سترہ سال سے زائد عمر کے واقفین نو کیلئے ششماہی سوئم کا نصاب درج ذیل ہے:۔

قرآن کریم: پارہ 18 نصف اول
معہ ترجمہ از میر محمد اسحاق صاحب

مطالعہ تفسیر: سورة الکہف کی تفسیر از تفسیر صغیر

حفظ قرآن کریم: سورة الدھر معہ ترجمہ زبانی یاد کرنا

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود: ضرورت الامام

تاریخ احمدیت: دینی معلومات
شائع کردہ خدام الاحمدیہ پاکستان

علمی مسائل: صداقت حضرت مسیح موعود

متعلقہ کتب وکالت وقف نو میں دستیاب ہیں۔ واقفین نو اسکی تیاری کریں ۔ سیکرٹریان وقف نو، مربیان کرام اور معلمین کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ نصاب کی تیاری کے سلسلہ میں رہنمائی فرمائیں۔

مورخہ 15 جنوری 2012 کو امتحان ہوگا۔

(وکیل وقف نو)

مشعل راہ

والدین کی خدمت گذاری کی برکات

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ مورخہ 16رجنوری 2004ء میں فرماتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنیؓ کے لئے بسا اوقات رسول اللہ ﷺ یمن کی طرف منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپؐ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ موجود ہیں، مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے۔ صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویس کو یا مسیح کو۔ یہ ایک عجیب بات ہے، جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ ان سے ملنے کو گئے، تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہونگے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے۔ اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کر کے اس کو ماننا نہیں چاہتا، تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونے سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے''۔

فرمایا: ''میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے، ورنہ اختیار ہے۔ ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔''

(ملفوظات جلد اول۔ صفحہ نمبر195-196)

حضرت اویس قرنی کا واقعہ بیان ہوا ہے اس کے بارہ میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ کہ بعض لوگ اس واقعہ کو غلط رنگ میں اپنی اپنی دلیل دینے لگ جاتے ہیں کہ اگر کہو کہ فلاں دینی کام ہے یا جماعتی ضرورت ہے کچھ وقت دے دو تو والدین کی خدمت کا بہانہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ اپنے دنیاوی کام اسی طرح کر رہے ہوتے ہیں۔ کئی کئی دن والدین کی خبر بھی نہیں لے رہے ہوتے۔ اور جب اپنی دنیاوی ضروریات سے فارغ ہو کر کچھ وقت مل جاتا ہے تو پھر والدہ کے پاس بیٹھ کر اپنے خیال میں خدمت انجام دے رہے ہوتے ہیں۔ تو یہاں تو یہ ذکر ہے کہ اویس قرنی تو ہر وقت اپنی والدہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ ہر وقت اسی خدمت پر کمر بستہ ہوتے تھے۔ ان کو تو دنیاوی کاموں کی ہوش ہی نہیں تھا کیونکہ ان کے تو اونٹ وغیرہ چرانے اور دوسرے جانور جو تھے ان کا کام بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہوا تھا۔ جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ میرے کام تو فرشتے کرتے ہیں۔ تو یہ نہیں کہ دنیاوی کاموں کے لئے تو ہمارے پاس وقت ہو اور جب دین کے کام کے لئے ضرورت ہو تو اویس قرنی کی مثالیں دینا شروع کر دیں۔ پھر ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جو ماں کی محبت اور خدمت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن جب اپنا مفاد ہو تو ماں باپ سے سخت کلامی سے پیش آتے ہیں۔ اور ماؤں سے غصے کا اظہار بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کو بعض دفعہ برا بھلا بھی کہہ رہے ہوتے ہیں۔ حالانکہ ماں باپ کے آگے تو اونچی آواز میں بولنا بھی منع ہے۔ تو بعض دفعہ دینی خدمت نہ کرنے یا بیوی بچوں کے حقوق ادا نہ کرنے کے لئے ماں کی یا باپ کی خدمت کا بہانہ بنایا جاتا ہے۔ اس لئے ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے کہ ماں باپ کی خدمت کے نام پر کہیں نفس دھوکہ تو نہیں دے رہا اور دینی خدمت سے آدمی محروم نہ ہو رہا ہو۔

(روزنامہ الفضل 8 جون 2004ء)

تم دیکھنا یہ رات بھی ڈھلنی ضرور ہے

ظلمت کدے میں روشنی کرنی ضرور ہے
باری یہ عز و جاہ کی بھرنی ضرور ہے

سب ہو رہے ہیں خالق و مالک سے دور تر
عادت یہ خلق کی بھی بدلنی ضرور ہے

راتوں نے ٹوٹ جانا ہے اشکوں کے زور سے
یوں شمع پھر سے پیار کی جلنی ضرور ہے

آدم نے ہی تو ڈھانکا تھا اک ننگ آدمی
پھر سے حیا میں زندگی ڈھلنی ضرور ہے

ہم ہی امام وقت کی مشعل کے ہیں امیں
ہم نے جہاں میں روشنی کرنی ضرور ہے

سورج ضرور چڑھ کے رہے گا وہ جلد تر
تم دیکھنا یہ رات بھی ڈھلنی ضرور ہے

حق کی معاونت سے ملے یار کی رضا
اس طور سے یہ زیست نکھرنی ضرور ہے

پوجے گا اب نہ کوئی بھی لات و منات کو
ضو بتکدے میں ہم نے بھی کرنی ضرور ہے

حافظ یہ سوچ کر تیرے در پہ ہے ملتجی
بارانِ نور اس پہ برسنی ضرور ہے

ابن کریم

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

والدہ محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط بیگم صاحبہ کی پاکیزہ یادیں

احمدی خواتین کی مرکز نگاہ اور محبت و الفت کی پیکر

ا۔و۔ندرت

لو ڈھلک گیا وہ آنسو کہ جھلک رہا تھا جس میں
تیری شمع رخ کا پرتو تیرا عکس پیارا پیارا

ایسے نہ جانے کتنے آنسو ہیں جو پچھلے پانچ سالوں میں چھلکے ہیں مگر اللہ کا احسان ہے کہ یہ آنسو کسی واویلا ناشکری یا گِلے کے نہیں بلکہ ہمیشہ اپنے رب کے حضور اپنی اُمّی محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ کے لئے دعاؤں اور ان کی بخشش اور بلندی درجات کی التجاؤں کو لے کر چھلکے ہیں۔ اللہ ان کو ہمیشہ اپنے پیار کے سائے میں پھولوں کی طرح رکھے۔

محترمہ صاحبزادی امۃ القیوم بیگم صاحبہ نے حضرت اماں جان کی سیرت کے مضمون میں دہلی کے سفر کے دوران کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ وہ لکھتی ہیں ''اس سفر میں ایک عجیب واقعہ ہوا۔ گڑ گاؤں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جب ہم وہاں پہنچے تو جس جگہ ہم کو ٹھہرنا تھا وہ گورنمنٹ کا گیسٹ ہاؤس اوپر کی منزل میں تھا۔ نیچے بازار وغیرہ تھا اوپر جانے کے لئے سیڑھیاں اونچی تھیں یعنی قدم رکھنے کی جگہ اونچی تھی عام سیڑھیوں کی نسبت اماں جان کو سہارا دے کر (صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب) اوپر لے جا رہے تھے اور پیچھے میں اور میری بہن امۃ الباسط بھی ہمارے ساتھ تھی۔ غلام محمد اختر صاحب جو ان دنوں ریلوے میں ملازم تھے کچھ دنوں بعد ان کا خط آیا کہ میں نے عجیب خواب دیکھا ہے کہ اس طرح کی اونچی سیڑھیاں ہیں اور آپ اماں جان کو سہارا دے کر اوپر لے جا رہے ہیں آپ کی بیوی اور امۃ الباسط پیچھے سیڑھیاں چڑھ رہی ہیں اتنے میں کوئی کہتا ہے یا غیب سے آواز آتی ہے کہ یہ ابراہیم کا خاندان ہے۔

میری اُمّی میں خدا کے فضل سے خاندان ابراہیم والی صفات پورے طور پر پائی جاتی تھیں۔ اُمّی کی زندگی کو اگر مختصر ترین الفاظ میں بیان کرنا ہو تو وہ ہیں ''محبت کا پیکر'' خدا تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی بنی نوع انسان اور اس کی مخلوق سے محبت اور پھر یہ محبت اس وقت بھی ان کے چہرے سے بھرپور ٹپکتی تھی جب آپ صبح صبح پرندوں کو کھانا ڈال رہی ہوتی تھیں۔

سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی محبت جو ان کی ساری زندگی پر محیط تھی وہ نہ صرف خوشیوں میں ہر آن اللہ کی شکرگزاری کی صورت میں نظر آتی تھی بلکہ غم کی حالت میں تو اور بھی مضبوطی سے اپنے رب کا دامن پکڑ لیتی تھیں۔ زندگی میں انہوں نے بڑے بڑے صدمے دیکھے ہر رشتہ کا صدمہ جب اس کی بظاہر بہت ضرورت ہوتی ہے۔ سولہ سال کی عمر میں اپنی اُمّی کی وفات کا صدمہ پھر تقریباً جوانی کی عمر میں ہی جبکہ ابھی کوئی بچہ بھی بیاہا نہیں گیا تھا ابا کی وفات پھر نصرت (میری چھوٹی بہن) کی شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد جبکہ اس کے بچے بہت ہی چھوٹے تھے۔ مرزا غلام قادر صاحب کی شہادت ان کے علاوہ بھی کئی آزمائشیں جن سے بڑے مضبوط لوگوں کی کمریں بھی ٹوٹ جاتی ہیں۔ اُمّی نے نہ صرف برداشت کئے بلکہ اپنے رب کے ساتھ مکمل راضی رہ کر برداشت کئے۔ بظاہر ہنستی مسکراتی اور راتوں کو اٹھ کر نمازوں میں اپنے اللہ کے حضور اس کا رحم، مدد اور پیار مانگتی تھیں۔ ابا کی وفات سے لے کر اپنی شادی تک میں ہی اُمّی کے ساتھ سوتی تھی میں نے کوئی رات ایسی نہیں دیکھی جب وہ اٹھ کر اپنے اللہ کے حضور حاضر نہ ہوتی ہوں اور یہ سلسلہ ان کی وفات تک رہا۔ بلکہ آخری چند سالوں میں اُمّی کئی دفعہ ICU میں داخل ہوئیں تو وہاں بھی رات کو تہجد کے لئے الارم بج جاتا تھا۔ میں نے اُمّی سے کہا یہاں اور بھی مریض ہوتے ہیں جو ڈسٹرب ہوتے ہیں اس پر وہ سٹاف کو درخواست کر دیتی تھیں کہ مجھے جگا دیا کریں تو پھر رات کو سٹاف میں سے کوئی آ کر آہستہ سے ان کو جگا دیتے تھے کہ بی بی آپ کے نفلوں کا وقت ہو گیا ہے اور وہ اپنے بیڈ پر لیٹے لیٹے نوافل ادا کر لیا کرتی تھیں۔ رمضان کے مہینے میں حقیقتاً کمر کس لیتی تھیں۔ روزے تو معدے میں السر کی وجہ سے نہیں رکھ سکتی تھیں۔ مگر نمازوں اور قرآن کی تلاوت میں دن اور رات کا اکثر حصہ گزرتا تھا اور پھر صبح اشراق اور چاشت کے نوافل بھی ادا کرتی تھیں۔ اس طرح صحت بہت متاثر ہوتی تھی۔ روزے خود تو نہیں رکھ سکتی تھیں مگر رکھوانے اور کھلوانے کا اہتمام ضرور کرتی تھیں۔ سب گھر والوں کے لئے بھی اور پھر باہر قصر خلافت کے گیٹ پر جو پہریدار ہوتے تھے ان کے لئے بھی افطاری ضرور جایا کرتی تھی (اُمّی کا یہ طریق بھائی، بھابھی نے اب تک جاری رکھا ہوا ہے اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین) رمضان میں اللہ کے فضل سے قرآن شریف کے تین دور مکمل کرتی تھیں۔ قرآن شریف کے علاوہ جو کتاب میں نے ان کو زیادہ پڑھتے دیکھا وہ ''تذکرہ'' تھا۔ تذکرہ بہت باقاعدگی سے پڑھتی تھیں۔

جب ابا (محترم سید میر داؤد احمد صاحب) نے حضرت مسیح موعود کے اقتباسات مختلف موضوعات کے تحت اکٹھے کئے اور وہ ''مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریرات کی رو سے'' کے نام سے طبع ہوئے تو اس میں اُمّی نے ابا کا بہت ہاتھ بٹایا اور بڑی محنت سے اس کام میں حصہ لیا۔ آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کر رہی ہوں یا حضرت مسیح موعود کی کسی بات پر ان کے چہرے پر ایک عجیب خوبصورت اور خوشی سے بھرپور مسکراہٹ ہوتی تھی۔ اسی طرح خلفاء کے دور جو ہم نے خود دیکھے ہیں ان سے بھی عجیب محبت اور اطاعت کا تعلق تھا گو کہ حضرت مصلح موعود کی بیٹی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی بہن اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خالہ تھیں۔ ان جسمانی محبتوں کا رشتہ بھی ضرور تھا مگر روحانی تعلق ہی اور تھا۔ ہم نے اپنے گھر میں خلفاء سلسلہ کی محبت اور اطاعت کے وہ نمونے دیکھے ہیں جو بیان سے قاصر ہیں ان کو محسوس ہی کیا جا سکتا ہے خود حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گواہی یہاں لکھتی ہوں آپ نے اپنے خطبہ جمعہ جو اُمّی کی وفات کے بعد دیا اس میں فرمایا ''خلافت سے بے انتہاء محبت کا تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ان کے چھوٹے بھائی تھے۔ خلافت کے بعد وہ احترام دیا جو خلافت کا حق ہے۔ نیز اپنے بارے میں فرمایا خلافت کے بعد میری سب سے پہلی ملاقات شاید ان سے ہوئی اور ان کی آنکھوں میں۔ الفاظ میں بات چیت میں جو فوری غیر معمولی احترام میں نے دیکھا وہ حیران کن تھا''۔

اُمّی نے زندگی کے ہر مرحلہ پر ہمیشہ خلفاء سلسلہ سے راہنمائی حاصل کی اور ان کے مشوروں سے ہی تمام کام اور فرائض انجام دیئے اللہ کا احسان ہے کہ تمام خلفاء سے ہی اُمّی کا بہت پیار کا تعلق رہا لیکن کبھی یہ وہم بھی ہو جاتا کہ کہیں خلیفہ وقت میرے سے ناراض تو نہیں تو پھر بے چینی اور بیقراری انتہا کو پہنچ جاتی۔ ہم کہتے اُمّی جب کوئی بات ہی نہیں تو آپ کو وہم کیوں ہو رہا ہے ایسا کچھ نہیں ہے۔ مگر جب تک ان کو خود خلیفہ وقت کی طرف سے تسلی نہیں ہو جاتی تھی۔ کسی کل قرار نہ آتا تھا۔

جماعتی کاموں کی بھی خدا کے فضل سے اُمّی کو توفیق ملتی رہی۔ 42 سال آپ نے سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ ربوہ کے فرائض سنبھالے اور اللہ کی دی ہوئی توفیق سے بہترین انداز میں اس کو نبھایا اس عرصے میں کئی نسلیں ربوہ کی بچیوں کی جوان ہوئیں اور مائیں بن کر اپنی اولاد در اولاد کی تربیت کر رہی ہیں انہوں نے جو بھی نیکیاں اور اعلیٰ اخلاق ربوہ میں ناصرات کی تنظیم کے تحت سیکھے اور ان کو اپنی نسلوں میں جاری کیا اللہ اس کا اجر اُمّی کو بھی قیامت تک پہنچاتا رہے۔ آمین

اُمّی کی سیرت کا ایک بہت اہم پہلو مہمان نوازی تھی میں نے اس انداز میں کھلا دسترخوان بہت کم دیکھا ہے کہ اگر کھانے کا وقت ہے اور اچانک کچھ لوگ آ گئے ہیں تو ان کو پھر کھانا کھلائے بغیر نہیں جانے دیتی تھیں۔ خواہ گھر میں صرف دال بنی ہو۔ شادی سے پہلے ہم لوگ اور بعد میں بھابھی بھی یہی کہتی ہیں کہ ہم لوگوں کے رنگ اڑ جاتے تھے کہ بالکل معمولی کھانا ہے اور مقدار میں بھی اتنا نہیں کہ مہمانوں کو پیش کیا جائے مگر اُمّی زور دیتی تھیں کہ کوئی بات نہیں چٹنی اور اچار ساتھ لگا لو گزارہ کر لیں گے اور مہمانوں کو بھی بڑی بے تکلفی سے ساری بات بتا کر کھانے کی میز پر لے جاتی تھیں اور پھر اتنے پیار اور خوشی سے ان کو کھلاتی تھیں کہ سب خوشی اور بے تکلفی سے وہ سادہ سا کھانا مزے لے لے کر کھاتے تھے۔ اس انداز کو دیکھ کر لوگ بھی بہت ہی پیار اور دعوے سے ہمارے گھر آتے تھے کہ جو بھی وقت ہو اس گھر کے دروازے، دسترخوان اور دل ہمیشہ کھلے ملتے ہیں اور جن مہمانوں کے آنے کی پہلے اطلاع ہوتی تھی یا انہوں نے کچھ دن ٹھہرنا ہوتا تھا ان کے لئے تو پھر خوب تیاریاں اور انتظامات ہوتے تھے کہ کہیں کوئی کمی رہ نہ جائے۔ جن دنوں ربوہ میں جلسے ہوا کرتے تھے ان دنوں تو ہمارے گھر کے نظارے ہی اور ہوتے تھے ہر کمرے میں 15,10 مہمان ہوتے اور بعض میں تو یہ تعداد 20 تک بھی پہنچ جاتی تھی پھر دوپہر کے کھانے کے لئے تو اور جگہوں پر ٹھہرے ہوئے مہمانوں کو بھی کہا ہوتا تھا تو بعض وقت 200,150 تک لوگ کھانے پر ہوتے تھے یہ سارے انتظامات اکیلے ہی کرتی تھیں۔ ابا تو افسر جلسہ سالانہ ہونے کی وجہ سے اتنے مصروف ہوتے تھے کہ کئی دن تو تقریباً گھر ہی نہیں آتے تھے ہم سب کی بھی ڈیوٹیاں ہوتی تھیں۔ خود اُمّی کی بھی سٹیج پر ڈیوٹی ہوتی تھی اس کے باوجود صبح ناشتہ سے لے کر رات کے کھانے تک کا سارا انتظام پھر ٹھہرے ہوئے مہمانوں کی ہر ضرورت کا خیال ناشتہ تو سب کے کمروں میں ٹرالیاں لگا کر بھیجتی تھیں کھانے بھی مردوں، عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ انتظام، پھر اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کے لئے ڈاکٹر کو بلانا، پرہیزی کھانے وغیرہ کا خیال، چھوٹے بچوں کی ضرورتوں

کا خیال، غرض انتھک محنت تھی جو کئی دن پہلے سے شروع ہوجاتی تھی اور بعد میں سمیٹنے میں بھی کئی دن لگ جاتے تھے۔ انتہائی خوشی اور بشاشت سے سب کام کرتی تھیں بلکہ اگر کسی جلسہ پر مہمان کسی وجہ سے کچھ کم ہو جاتے تو اداس ہو جاتی تھیں۔ ابا کی وفات کے بعد تو اُمّی کے اپنے کمرے میں بھی بہت سی خواتین ٹھہری ہوتی تھیں۔ ان مہمانوں میں خصوصی طور پر حیدرآباد دکن کی ایک معزز فیملی تھی جو کہ دراصل قادیان میں بڑی اُمّی یعنی حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ کے گھر مہمان ٹھہرتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعود جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اُمّی کے پاس لے کر آئے اور فرمایا باچھی یہ تمہاری اُمّی کے مہمان ہیں آئندہ تم نے ان کو سنبھالنا ہے اس دن کے بعد وہ فیملی نسل در نسل اُمّی کی مہمان رہی ربوہ میں بھی جلسہ سالانہ کے علاوہ ان کے ہاں کوئی وفات ہوتی یا ویسے ربوہ آنا ہوتا وہ اُمّی کے ہی مہمان رہے۔ جنازوں کے موقعوں پر سارے انتظامات بھی اُمّی ہی کرواتی تھیں۔ ہر طرح سے خیال رکھتیں۔ اب ماشاء اللہ ان کی تیسری نسل کا تعلق بھی اسی طرح چل رہا ہے وہ لوگ بھی بڑے مان اور دعویٰ سے آتے ہیں اور بہت محبت کرتے ہیں۔ ابا حضور (حضرت مصلح موعود) سے کئے ہوئے اس عہد کو پوری طرح نبھایا اسی طرح ایک اور عہد جو بڑی اُمّی (حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ) نے وفات کے وقت اُمّی سے لیا اس کو بھی اپنی جان سے بڑھ کر عزیز رکھا وہ یہ کہ جب ان کی حالت بہت خراب ہوگئی تو انہوں نے اُمّی کو بلایا اور کہا تم میرے سے وعدہ کرو کہ تم نے اپنی بہنوں اور بھائی کا خیال رکھنا ہے کیونکہ حکمی (صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ) بیمار رہتی ہے، جمیل (صاحبزادی امۃ الجمیل) بہت چھوٹی ہے اور طاری (حضرت مرزا طاہر احمد) لڑکا ہے تو تم نے ان سب کا خیال رکھنا ہے۔ یہ عہد بھی اُمّی نے تادم وفات نبھایا۔ گو کہ محبت اُمّی نے سارے ہی بہن بھائیوں سے بے انتہا کی مگر ان تینوں کو تو اپنی ذمہ داری سمجھتی تھیں۔ ہر موقع پر اپنے فرائض سے بڑھ کر بلکہ اپنا ہی سمجھتے ہوئے کام کیا۔ مجھے یاد ہے کہ خالہ جمیل کی بعض وقت طبیعت خراب ہو جاتی تھی تو رات کو 3,2 بجے آدمی بلانے آجاتا تھا اُمّی اسی وقت اٹھ کر ان کے گھر چل پڑتی تھیں۔ اسی طرح خالہ حکمی اور ماموں کے بھی ہر موقع پر پوری طرح بڑی اُمّی سے کئے ہوئے عہد کو یاد رکھتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کے بعد ان کی بیٹیوں سے بہت ہی تعلق رکھا ان کو کہتی تھیں اب تو میری سات بیٹیاں ہیں وہ بھی اُمّی سے بہت ہی پیار کرتی تھیں۔ ویسے ابا حضور کے ماشاء اللہ 13 بیٹے اور 9 بیٹیاں تھیں۔ سب سے ہی اُمّی کا ایک خاص تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تو بہت ہی لاڈلی تھیں۔ صرف اپنے بہن بھائیوں سے نہیں بلکہ بہنوئیوں اور بھابیوں سے بھی محبت کا تعلق تھا آگے ان کے بچوں سے بھی اتنا پیار کرتی تھیں وہ بھی بہت مان، پیار اور دعوے سے آتے تھے بلکہ غیر خاندانوں سے بیاہی ہوئی بہوؤں سے بھی بہت پیار کرتی تھیں۔ بہت سے لوگ اپنی باتیں اُمّی سے شیئر کرتے تھے۔ ان کو بھی انتہائی محبت اور دیانتداری سے مشورے دیتی تھیں اور ان کی بات کو اس طرح راز میں رکھتی تھیں کہ کبھی ہمیں بھی نہیں بتاتی تھیں۔ بعض لوگوں نے خود ذکر کیا تو پتہ چلا۔ صرف ابا حضور کے بچوں سے نہیں بلکہ تمام خاندان خواہ وہ اُمّی کے سسرال کے رشتے ہوں یا میکے کے عجیب پیار کا خزانہ تھا جو جتنا بانٹتی تھیں۔ اتنا ہی بڑھتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ ہمارے بچوں کے برابر کے بچے بھی اتنے قریب ہوجاتے تھے کہ اکثر بچے تو ہمارے بچوں کے ساتھ مل کر ''آنی'' ہی کہتے تھے۔ یہ بچے کبھی رات کو اُمّی کے پاس اکٹھے ہوتے تھے کہ سب مل کر کھیلیں گے، کھائیں پئیں گے تو اتنے چھوٹے بچے بھی کبھی سب اُمّی کے گرد اکٹھے ہوکر ان سے باتیں کرتے اور کبھی کوئی نہ کوئی ایک ایسی مجلس چھوڑ کر اُمّی کے پاس چلا جاتا اور ان سے پرانے بزرگوں اور قادیان کی باتیں پوچھتا اور بے تکلفی سے گھنٹوں اُمّی کے پاس گزارتا۔ پھر جن بچوں کے والدین یا کسی ایک کی وفات ہو جاتی تو ان کے لئے تو اُمّی کے پیار کا دامن اتنا وسیع ہو جاتا تھا کہ جیسا ایک حقیقی ماں کا۔

کچھ سال پہلے میری بھابھی کی بھانجی جس کے والدین کی وفات ہوچکی ہے وہ اپنے بچوں کے ساتھ اُمّی کے گھر ٹھہری تو لندن واپس جاتے ہوئے لاہور آکر اس نے مجھے فون کیا کہ میں نے تمہیں بتانا تھا کہ جب میں آئی تھی تو میرا ارادہ کچھ دن خالہ کے پاس ٹھہرنے کا تھا اور کچھ دن اپنی دوسری خالہ کی طرف جانے کا تھا مگر خالہ باچھی نے مجھے اور میرے بچوں کو اتنا پیار دیا اور اتنا خیال رکھا کہ میں نے اپنا ارادہ بدل دیا اور میں تمام عرصہ خالہ کے گھر ہی رہی۔ اسی طرح میری پھوپھی کی بیٹی اور ان کے خاوند جو کہ ڈاکٹر ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں وقف کرکے آتے رہتے تھے یہ لوگ بھی اُمّی کے مہمان ہوتے تھے۔ اس نے مجھے بتایا کہ ہم جب بھی ممانی کے گھر ٹھہر کر واپس جاتے تھے تو ہر دفعہ کوئی نئی اور اچھی بات سیکھ کر جاتے تھے اور واپسی پر سارا راستہ اس کو ڈسکس کرتے تھے۔ وفات کے بعد تو لوگ تعریف کرتے ہی ہیں مگر یہ اُمّی کی زندگی میں دی ہوئی گواہیاں ہیں۔

اپنی اولاد سے تو والدین محبت کرتے ہی ہیں پھر جس عورت کا خمیر ہی محبت سے اٹھا ہو اس کا اندازہ لگائیں کہ وہ اپنی اولاد سے کتنی محبت کرتی ہوگی۔ ابا کی وفات کے وقت ہم کافی چھوٹے تھے خاص طور پر میں اور نصرت۔ ابھی کسی بھی بچے کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ ہمارے لئے تو اُمّی دعاؤں کا خزانہ بن گئیں اور خدا کی مدد اور توکل سے ہماری ساری ذمہ داریاں، تعلیم کی ہوں یا پھر شادیوں کی ادا کیں۔ ہمارے لئے اُمّی کا پیار یہ تھا کہ ہر وقت یہ بیقراری ہوتی تھی کہ کہیں نمازوں میں تو کمزوری نہیں آرہی؟ جماعت اور خلافت سے وابستگی تو ابا، اُمّی نے ہمیں گھول کے پلا دی تھی۔ اخلاقی لحاظ سے بھی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر نظر رکھتی تھیں۔ ابا کے بعد 33 سال اُمّی زندہ رہیں اتنا لمبا عرصہ انتہائی صبر اور ہمت کے ساتھ گزارا۔ ہمارے لئے انہوں نے کبھی دنیا نہیں چاہی بلکہ ہمیشہ اللہ کا پیار اور اس کے دین کا راستہ ہی مانگا۔ جب بھائی نے اور پھر بعد میں میرے بیٹے نے وقف کیا تو بہت ہی خوش تھیں۔ بھائی کے بیٹے ارسلان نے جب قرآن شریف حفظ کیا تو اُمّی کی خوشی دیکھنے والی تھی۔ اس بات پر بھی بہت خوش تھیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے بعد خاندان حضرت مسیح موعود کا پہلا لڑکا ہے جس نے حفظ کیا ہے (بعد میں پھر خدا کے فضل سے بہت سے بچوں کو یہ سعادت ملی ہے) ہمارے بچوں سے بھی اُمّی نے بہت پیار کیا۔ اللہ ان کی تمام نیک خواہشوں اور دعاؤں کو ہماری نسلوں در نسلوں کے حق میں قبول فرمائے۔ آمین

آنحضور ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ جس نے یتیم کی پرورش اچھے انداز میں کی وہ اور میں جنت میں (آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو اٹھا کر فرمایا) اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے محض اور محض اللہ کا احسان ہے کہ ابا اُمّی کو اس کی بھی توفیق ملی۔ ابا کی زندگی میں بھی دونوں نے دو تین بچوں کی پرورش کی اور بعد میں بھی اُمّی کے گھر وقتاً فوقتاً ایسے کئی بچے پرورش پاتے رہے جن میں سے بعض تو اب بڑی کامیاب زندگیاں گزار رہے ہیں۔ اپنی خاص دعاؤں میں ان کو ان کے بچوں کو ہمیشہ یاد رکھتی تھیں اور ان کے بچوں کو کہتی تھیں کہ میں تمہاری نانی یا دادی ہوں۔ اپنی وفات سے چند سال پہلے اُمّی نے کچھ پرائز بانڈز اس نیت سے لے کر رکھے تھے کہ ان سے غریب اور یتیم بچیوں کے جہیز تیار کراؤں گی ان میں ایسی برکت پڑی کہ تقریباً ہر دفعہ ہی انعام نکل آتا تھا۔ اس طرح کئی بچیوں کے جہیز اس رقم سے تیار ہوئے۔ اللہ میری اُمّی کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ صدقہ اور خیرات اس قدر کرتی تھیں کہ ربوہ میں یہ مشہور ہو گیا تھا جس کو ضرورت ہے وہ بی بی باچھی کے پاس چلا جائے۔ بعض خواتین دوسری عورتوں سے سن کر آجاتی تھیں اور تقریباً روز ہی ایسی خواتین اُمّی کے گھر موجود ہوتی تھیں۔

ایک اور اہم رول جو میں سمجھتی ہوں کہ اُمّی نے جماعت میں خصوصی طور پر ادا کیا ہے وہ جماعت کے لوگوں سے بہت گہرا تعلق تھا۔ انسان کی نیکیوں اور اعلیٰ اخلاق میں اللہ کے فضل اور اپنی نیک فطرت کے ساتھ بزرگوں کی نصیحتوں اور تربیت کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنے ایک خط میں جو اُمّی کے خط کے جواب میں لکھا ہے اُمّی کی توجہ انتہائی سنجیدگی اور پیار سے جماعت کی خواتین سے تعلق پیدا کرنے کی طرف دلائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

اب تم لوگوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ ہم لوگ عمر کے آخری حصہ میں ہیں۔ آہستہ آہستہ پہلی صف کا چل چلاؤ ہے اور یہ ایک طبعی امر ہے جو خدا تعالیٰ کے اٹل قانون کا لازمی حصہ ہے۔ اس لئے اب تم لوگوں کو آگے آ کر جماعت کی باگ ڈور کو سنبھالنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ مجھے مستورات کے متعلق زیادہ فکر ہے۔ جب تک حضرت اماں جان زندہ رہیں وہ جماعت کے لئے ایک بہت بڑا سہارا اور بڑا مرکزی نقطہ تھیں پھر حضرت صاحب کے اہل خانہ میں سے تمہاری اُمّی مرحومہ نے بھی جماعت کی مستورات کے لئے ایک سہارا اور مرکزی نقطہ کا کام دیا۔ پھر سیدہ ام ناصر صاحبہ کا وجود بھی مستورات کے لئے بڑے سہارے کا موجب تھا کیونکہ احمدی مستورات ان سے مل کر تسکین حاصل کرلیتی تھیں۔ اب یہ جگہ بالکل خالی ہے۔ مستورات کس کے پاس جائیں کس سے ملیں۔ حضرت صاحب کا بیماری اور ضعف کی وجہ سے مستورات سے ملنا بند ہے۔ پھر اگر حضرت صاحب کی صحت اجازت بھی دے تب بھی احمدی مستورات کو ربوہ میں ایک نسوانی مرکز کی ضرورت ہے۔ عورت طبعاً اپنی ساری باتیں مرد امام سے نہیں کرسکتی۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ صحابیات کافی بے تکلف تھیں مگر پھر بھی اپنے بہت سے ایسے امور کے لئے حضرت عائشہؓ کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا۔ تم لوگوں کا فرض ہے کہ ان باتوں کو سوچو، غور کرو اور احمدی مستورات کے لئے کوئی نسوانی مرکز پیدا کرو ورنہ ؎

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

فقط والسلام

مرزا بشیر احمد

اس خط نے یقیناً اُمّی کی زندگی میں بہت اہم رول ادا کیا ہے ہم نے تو جب سے ہوش سنبھالا ہے اُمّی کے اردگرد جماعت کی خواتین کا جمگھٹا ہی دیکھا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد کی نصیحت کے مطابق اُمّی کا گھر بھی ان گھروں میں سے ایک تھا جو نسوانی مرکز کہلا سکتا تھا۔ خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت کے بعد پاکستان کی خواتین کے لئے اُمّی ایک سہارا بن کے رہیں۔ محبت کا ایک سمندر تھا جو افراد جماعت کے لئے ٹھاٹھیں مارتا تھا اور اس میں ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ واقفین زندگی کا اپنا ایک خاص مقام تھا ابا کے زمانے کے جامعہ احمدیہ کے بعض شاگردوں

سے تو بالکل اپنے بچوں جیسا تعلق تھا جو ساری زندگی رہا مگر باقی لوگوں سے بھی خواہ وہ امراء ہوں یا غربا ہوں خواہ وہ کسی رنگ و نسل سے تعلق رکھتے ہوں ایک دفعہ کسی سے تعلق بن گیا تو ساری عمر اس کو نبھایا۔ لوگوں کو اس کے ناموں کے ساتھ یاد رکھتیں کوئی کتنی ہی دیر بعد ملتا اس کو اس کے نام سے بلاتیں لوگ دعا کے لئے کہتے تو ہمیشہ پھر دعاؤں میں یاد رکھتیں اگر کوئی تکلیف میں ہوتا تو بڑی بیقرار ہو کر دعائیں کرتیں جب تک اللہ کے فضل سے تسلی نہ ہو جاتی۔ امریکہ، یورپ اکثر جاتی رہتیں وہاں بھی خاص طور پر لندن میں جماعت کی خواتین سے بہت تعلق تھا۔ وہاں جلسہ کے بعد ایک دعوت افریقن خواتین کی ہوتی ہے۔ اس میں بھی سب افریقن عورتیں اُمّی سے اتنے پیار سے ملتیں، انگلش زبان پر پورا عبور حاصل نہیں تھا مگر ان کے لئے محبت کی زبان ہی کافی ہوتی تھی۔ اسی طرح امریکہ میں بھی امریکن احمدی خواتین کا آپ سے بہت گہرا تعلق تھا ایک خاتون تو ربوہ فون بھی باقاعدہ کرتی تھیں اور اپنی ذاتی باتیں شیئر کرتی تھیں۔ ایک سپینش احمدی خاتون ربوہ آئیں تو سب سے پہلے اُمّی کے گھر کا پتہ کیا کہ جب میں شادی کے فوراً بعد پہلی دفعہ ربوہ آئی تھی تو وہ مجھے اتنے پیار سے ملی تھیں کہ مجھے کبھی بھی نہیں بھولتا۔ اسی طرح مکرم و محترم عثمان چینی صاحب اور ان کی فیملی کا بھی بہت خاص تعلق تھا۔ غرض پوری دنیا میں جو بھی ایک دفعہ ملا پھر اُمّی کے پیار کا دم بھرتا رہتا۔ ربوہ میں اپنے گھر میں سادہ سے ماحول میں سادہ انداز میں صوفے پر بیٹھی ہوتی تھیں اور ہر قسم کا طبقہ اسی لاؤنج میں اردگرد بیٹھا ہوتا ان میں بہت امیر خواتین بھی ہوتیں اور بہت غریب بھی جو اپنی ضرورتوں اور مسائل کو لے کر آئی ہوتیں اور وہ سب کی باتیں پوری توجہ اور محبت سے سن رہی ہوتی تھیں۔ یہ بات مجھے ایک معزز خاتون نے جن کا تعلق بہت زیادہ تھا بتائی کہ مختلف ملکوں یا بڑے شہروں سے آئی ہوئی خواتین اور بالکل سادہ اور ضرورت مند خواتین ہم سب ان کے اردگرد ہوتے تھے اور وہ ہر ایک سے اس طرح بات کر رہی ہوتی تھیں کہ سب کو لگتا تھا کہ یہ ہم سے ہی سب سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔ اُمّی کے گھر ایک لڑکی رہتی تھی جو ذہنی طور پر کمزور تھی اس کی بیٹی بالکل معذور تھی وہ اچانک آ کر اُمّی سے چمٹ جایا کرتی تھی اس کے کپڑے اور ہاتھ چہرہ وغیرہ بعض دفعہ اتنے گندے ہوتے تھے کہ حقیقتاً جھرجھری آ جاتی تھی مگر اُمّی اس کو اس طرح پیار سے اپنے ساتھ لگا لیتی تھیں اور چہرے پر تاثر تک نہیں آنے دیتی تھیں کہ کوئی کراہت آ رہی ہے حالانکہ خود بہت ہی صاف اور نفیس تھیں۔ اُمّی کا یہ تعلق ہر عمر کی خواتین، جوان بچیوں بلکہ چھوٹی عمر کے بچوں سے بھی اتنا گہرا تھا کہ اس کے لئے باقاعدہ ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے۔ ایسے بہت سے غیر از جماعت بلکہ غیر مذاہب سے بھی تھے جو ایک دفعہ مل لیتے تو پھر اُمّی کے اخلاق کو ہمیشہ یاد رکھتے۔ حضرت صاحب نے اُمّی کی وفات پر بھائی کو جو خط لکھا تھا اس میں یہی لکھا تھا کہ مجھے ساری دنیا سے ایسے خطوط آ رہے ہیں جس میں خالہ کے پیار اور تعلق کا اظہار ہے۔ خدا کے فضل سے بہت دعا گو تھیں سب کے لئے دعائیں کرتیں مگر اپنے لئے جس کو بھی دعا کے لئے کہتیں یہی زور ہوتا کہ میرے انجام بخیر کے لئے دعا کریں۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے اُمّی نے خواب دیکھا کہ میں سڑک پر چلتے چلتے تھک کر کنارے پر بنی ہوئی چھوٹی دیوار پر بیٹھ گئی ہوں اتنے میں ایک کار آ کر رکی ہے اس میں سے حضرت مصلح موعود اترے ہیں اور مجھے کہتے ہیں باچھی تھک گئی ہو؟ آؤ میرے ساتھ کار میں چلو۔

خدا سے یہی امید ہے کہ میری اُمّی کا انجام بخیر ہی ہوا ہوگا۔ یہ ساری محبتیں جو اُمّی نے بانٹیں ان کے نظارے ہم نے ان کی وفات پر دیکھے جس طرح سارے پاکستان سے لوگ سخت گرمی کے باوجود ربوہ پہنچے۔ ہزاروں کی تعداد میں خواتین آخری وقت رخصت کرنے کے لئے آئیں اور اکثریت ایسی تھی جو اپنا ذاتی دکھ محسوس کرتے ہوئے مستقل رو رہی تھیں۔ سخت گرمی اور پیاس کے باوجود لمبی لائنیں جو احاطہ خاص سے باہر تک چلی گئی تھیں ان میں اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ انتہائی صبر سے صرف آخری دیدار کے لئے کھڑی رہیں۔ ہمارا غیر از جماعت ڈرائیور بھی ربوہ گیا ہوا تھا وہ کہتا ہے کہ میرے آگے ایک خاتون یہ کہتی ہوئی جا رہی تھی کہ یہ قمر سلیمان صاحب کی والدہ نہیں فوت ہوئیں ہماری بھی والدہ فوت ہوئی ہیں۔ اللہ ان سب کی دعاؤں کو اُمّی کے حق میں اور اُمّی کی دعاؤں کو ان کے حق میں قبول فرمائے۔ آمین۔ کئی خواتین نے مجھے بتایا کہ جو مجبوری کی وجہ سے آ نہیں سکیں تو اپنے ہی شہر میں کسی ایک کے گھر افسوس کے لئے اکٹھی ہو گئیں تاکہ ایسی بیقراری میں آپس میں ہی ان کی باتیں اور پیار کا ذکر کر کے، ان کے لئے دعائیں کر کے کچھ دل ہلکا کر لیں۔ دعا کا ایک موقع اللہ کے فضل سے تب پیدا ہوا جب مختلف ملکوں میں اُمّی کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔ چنانچہ لندن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی، اسی طرح کینیڈا، امریکہ آسٹریلیا اور قادیان کے علاوہ بھی بہت سی جگہوں پر نماز جنازہ غائب پڑھائی گئی۔

ایک دفعہ ہمارے خاندان کے ایک بزرگ صبح صبح ہمارے گھر آئے ان کے ہاتھ میں مٹھائی کا ایک ڈبہ تھا جس میں تین گلاب جامن اور دو بالوشاہیاں تھیں انہوں نے اُمّی کو دیتے ہوئے کہا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک پلیٹ میں تین گلاب جامن اور دو بالوشاہیاں ہیں اور مجھے کہا گیا ہے کہ یہ...... کی طرف سے باچھی کے لئے ہیں۔ تو میں صبح صبح یہ مٹھائی خرید کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ یہ خواب سن کر اُمّی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ اس مٹھائی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ہم سب کو کھلائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا پیغام آیا کہ مجھے بھی اس میں سے کھلاؤ تو ان کے لئے بھی لے کر گئیں پھر ماموں طاری (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع) آئے اور انہوں نے کہا مجھے بھی اس میں سے کھلاؤ تو ان کو بھی کھلایا غرض وہ دن ہمارے گھر عید کا سماں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اُمّی کی اس زندگی میں برکتیں اور اپنے فضل اور پیار کا سایہ ہمیشہ رکھا اسی طرح اگلی زندگی میں بھی رکھے اور نسل در نسل ان برکتوں کو جاری رکھے۔ آخر میں حضرت مصلح موعود کے الفاظ میں یہ دعا کرتی ہوں جو انہوں نے ہماری نانی حضرت سیدہ ام طاہر کی وفات پر ان کے لئے کی تھیں۔

اے میرے رب ہمیشہ اس کے ساتھ رہنا اور اپنا فضل اس پر نازل کرتے رہنا اور اس کا ٹھکانہ ایک بلند شان قبر میں بنانا۔

اے میرے رب اپنے فضل سے اسے محمد ﷺ کے قرب میں جگہ دینا جو بڑی بزرگی والے ہیں بڑا احسان کرنے والے ہیں اور جن کو تو نے بڑی عزت بخشی ہے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

غزل

آس کا دیپک سدا روشن رہے، بجھتا نہیں
بالمقابل آندھیوں کے دیکھ لو ہارا نہیں

راستوں میں میرا دل یونہی بچھاتا ہے گلاب
وہ مسافر تو کبھی اس راہ سے گزرا نہیں

دوریاں، مجبوریاں، ہے گردشِ دوراں، مگر
گلشنِ الفت کا اک بھی پھول مرجھایا نہیں

تھی عجب خوشبو، معطر ہیں در و دیوار سب
خواب منظر وہ طلسم آج بھی ٹوٹا نہیں

کوئی تنہائی میں شب بھر خود سے ہی باتیں کرے
کیا ہی قسمت ہے؟ جو چاہو یہاں ملتا نہیں

جس نے مجبوراً وطن چھوڑا کبھی اس سے سنو
ہر مسافر دردِ ہجرت آشنا ہوتا نہیں

ہے یقیں وہ مجھ کو وہ اک دن لوٹ آئے گا ندیم!
اس کا بھی پردیس میں کہتے ہیں دل لگتا نہیں

انور ندیم علوی

مکرم محمد اسماعیل مبشر صاحب

قبولیت دعا اور خدائی حفاظت کا ایمان افروز واقعہ

میرے ابتدائی ایام ربوہ کے پاکیزہ ماحول اور بزرگان سلسلہ کی ہمسائیگی میں گزرے۔ میرے پیارے والد محترم چوہدری محمد یوسف ناصر مرحوم بھی خادم سلسلہ تھے۔اسی ماحول نے ہماری بھی اس طرح کی تربیت کی کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے پیغام سے جنون کی حد تک لگاؤ ہو گیا۔

جب بسلسلہ روزگار لاہور میں دن بسر ہونے شروع ہوئے تو خاکسار جب تک آنحضرتؐ کی پاکیزہ سیرت کے پُر معارف پہلوؤں پر بات نہ کر لیتا تو یوں لگتا کہ دن گزر ہی نہیں رہا۔یہ سلسلہ ایک لمبے عرصہ تک چلتا رہا اور آہستہ آہستہ خاکسار مخالفین کی نظروں میں آ گیا۔

سال 2000ء میں بالآخر انہوں نے یہ تدبیر کی کہ یہ اس طرح قابو آئے گا کہ اس کو چند ظاہری معصوم لوگوں کی ڈھال بنا کر اِس بات کی دعوت دی جائے کہ ہمارے گھر والوں کو بھی یہ پاکیزہ پیغام پہنچاؤ۔

خاکسار جب ان کے گھر گیا تو کمرے میں جاتے ہی 9 لوگوں نے مجھ پر حملہ کر دیا اور بزورِ اسلحہ رسیوں سے بُری طرح باندھ دیا۔وہ کہنے لگے کہ آج ہم نے تمہیں مار دینا ہے خاص رقم کا مطالبہ شروع کر دیا ۔ان دہشت گردوں نے میرے منہ میں بھی کپڑا دے رکھا تھا لیکن سانس بند ہونے کی وجہ سے نکال دیا۔میں انہیں بار بار کہتا کہ میرے پیاروں کو یہی بشارت ملی تھی کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں جب یہ جملہ میری زبان پر جاری ہوتا تو بزور اسلحہ خاکسار کو وہ چپ کروا دیتے۔

دوپہر 2 تا 4 بجے وہ تشدد کرتے رہے عصر کا وقت شروع ہونے پر کچھ وقفہ ہوا تو خاکسار نے یہ کہا کہ میرے ہاتھوں کو تھوڑا ڈھیلا کر دو تا میں نماز پڑھ سکوں لیکن ان دہشت گردوں کا سرغنہ کہنے لگا کہ نہیں ایسے ہی پڑھو۔بڑی خشوع وخضوع سے نماز عصر پڑھی اور نماز ختم ہونے پر محسوس ہو رہا تھا کہ دعائیں قبولیت کا مقام پا گئیں اور خاکسار کے ایمان ویقین میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا۔اور یوں معلوم ہو رہا تھا کہ میں اپنے پیارے مولیٰ کے ہاتھوں میں ہوں اور یہ میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ جونہی میں نماز سے فارغ ہوا تو ان دہشت گردوں میں سے دو نے میرے سامنے ہاتھ جوڑ دیے اور کہنے لگے کہ ہمیں معاف کر دینا ہم مجبور ہیں۔بعد از نماز وہ کچھ نرم پڑ گئے ۔ان دہشت گردوں میں سے دو کو جو خاکسار کی موٹر سائیکل بیچنے گئے تھے پولیس نے پکڑ لیا اور ان کا پلان خاک میں مل گیا یہ تو میرے پیارے امام کی دعاؤں کا ثمرہ تھا اور برکات خلافت تھیں کہ میں ہر آنے والے لمحہ میں محفوظ تر ہوتا چلا جا رہا تھا۔

اسی روز آدھی رات کو یک دم شور اٹھا کہ پولیس پولیس یہ شور کا سننا تھا کہ ان دہشت گردوں کا سرغنہ میرے پاس بھاگ کر آیا اور رسیّاں جس سے میں بندھا ہوا تھا کھولنی شرع کر دیں چونکہ باندھتے ہوئے انہیں یہ خیال ہی نہیں تھا کہ اسے ہم نے کھولنا بھی ہے لہٰذا کافی وقت درکار تھا ان رسیّوں کو کھولنے کے لئے۔پولیس مین نے اندر داخل ہوتے ہوئے اس سرغنہ کو زور سے ٹھڈا مارا اور وہ دور جا گرا۔دوسرے سپاہیوں نے میری رسیّاں کھولنی شروع کیں اور تھوڑے وقفے کے بعد اعلیٰ پولیس افسر نے مجھے سوال کیا کہ ان لوگوں نے تمہیں کیوں باندھ رکھا ہے تو بے خودی سے میرے منہ سے یہی نکلا کہ کلمہ توحید کی خاطر میرے اِس جواب پر پولیس افسر دم بخود رہ گیا پھر اس نے یہی سوال دہرایا میرا وہی جواب چوتھی دفعہ کہنے لگا کہ تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میں بفضلِ اللہ تعالیٰ احمدی ہوں اس پر وہ بھی میرا سخت مخالف ہو گیا اور میرے پیاروں پر گندے اعتراض شروع کر دیے خاکسار ہر اعتراض کا ایک شافی جواب دیتا رہا اور یوں وہ چپ ہو گیا لیکن مخالفانہ انداز میں مجھے پکارتا رہا۔

قبولیت دعا کا ایک پہلو یہ بھی نکلا کہ دوسرے پولیس مین کی توجہ سے کہ دیکھو چوہدری صاحب Case کتنا بڑا ہے۔اِس جواب پر خاکسار جس کو وہ برے القابات سے پکار رہا تھا کہ یک لخت مجھے وہ مبشر صاحب کہہ کر پکارنے لگا۔

تمام لوگوں (دہشت گردوں) کو جو وہاں موجود پائے گئے پولیس پکڑ کر متعلقہ تھانہ پولیس کو بتائے بغیر دوسرے معروف پولیس سٹیشن لے آئی۔ راستے میں سب پولیس افسروں نے اور دیگر سپاہیوں نے کھانا کھایا اور مجھے بھی آفر کی لیکن میرے پیاروں کو گالی گلوچ کرنے والوں کا کھانا میرے لیے کسی زہر سے کم نہ تھا اور میری غیرت نے بھی یہ گوارا نہ کیا کہ میں وہ کھاؤں۔وہ کھانا میں نے ان دہشت گردوں کو ہی تھما دیا کہ یہ تمہارے ہی لیے ہو سکتا ہے۔

رات میری شہر کے بڑے پولیس سٹیشن میں گزری ۔صبح فجر کے بعد تمام احمدی احباب کو بذریعہ فون اطلاع کی اور ایسے ہی گھر بھی بتایا۔ یکا یک احمدی احباب اس سٹیشن پر پہنچنا شروع ہو گئے۔ ہر احمدی دوست کی آنکھوں میں محبتوں کے جذبات تھے کہ سنبھالے نہ جاتے اور بعض تو یوں کہتے رہے کہ خدا نے تمہیں چن لیا وغیرہ وغیرہ۔ اور یوں میرے ساتھ محبت کا سلوک کیا اللہ اِن سب کو جزائے خیر دے۔(آمین)

چونکہ پولیس کے پاس میرا موٹر سائیکل تھا لہٰذا ایف آئی آر کٹوانی لازمی تھی ۔ایک ایسی تیزی کی وجہ سے جو پولیس نے کی اور متعلقہ تھانہ میں اندراج نہ کرانے کی وجہ سے ایف آئی آر کٹوانا بھی ایک مسئلہ ہو گیا اور ایف آئی آر کے لیے مختلف ڈیمانڈیں ہونے لگیں۔مگر سابق امیر صاحب ضلع چوہدری حمید نصر اللہ صاحب اور سیکرٹری امورِ عامہ ضلع لاہور چوہدری عبدالحلیم طیب صاحب (حال کینیڈا) کے خصوصی تعاون سے ایف آئی آر کاٹی گئی اللہ انہیں بھی جزائے خیر دے۔آمین

محترم امیر صاحب کے حکم پر راتوں رات رہائش تبدیل کی گئی۔وہ دن بھی خدا کی رحمت اور محبت کے نظاروں کے عجب دن تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح اور احباب جماعت کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ میری والدہ محترمہ اور والد محترم چوہدری محمد یوسف ناصر صاحب (مرحوم) کی خصوصی دعائیں اور والدِ محترم کا میرے ساتھ تھانہ کچہری کے چکر اور ان کا خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں فوری دعا کا لکھنا اور اور حضور کی فوری جوابی فیکس نے جس طرح اس ناچیز کو عزت دی کیسے اس عظیم شفقت کو کس طرح لکھ سکوں گا۔

کیا کیا عرض کروں ہر لمحہ اپنے رب غیور کا رحم اور فضل دیکھا۔اگرچہ نوکری گئی، گھر گیا، بچوں کے سکول بدلنے پڑے، کئی تکالیف آئیں مگر خاکسار دِن بدن ایمان ویقین میں بڑھ رہا تھا اور ایک خاص فضل کا مشاہدہ کر رہا تھا۔

خصوصاً میرا چھوٹا بھائی جو کہ ایک انٹرنیشنل سوئمر (Swimmer) ہے۔عزیزم منور لقمان حال مانچسٹر انگلینڈ بذریعہ خواب یہ نظارہ دیکھتا ہے اور رات کو اٹھ کر اسلام آباد سے لاہور کو روانہ ہوتا ہے جو میرے لیے ایک فرشتہ ثابت ہوا۔چونکہ میرا موٹر سائیکل ابھی پولیس کی تحویل میں تھا لہٰذا خاکسار کو اللہ نے تیسرے دن نیا موٹر سائیکل دے دیا۔ بھائی منور کے خصوصی تعاون سے اور خدا کے فضل اور احسان سے دوسرا گھر بھی مل گیا اور یوں میری مشکلات لمحوں میں ختم ہو گئیں۔

چونکہ وہ Case ابھی ختم نہ ہوا تھا لہٰذا دعا کی غرض سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض دعا لکھا۔جوابی خط میں جس پیار اور محبت کا ذکر میرے پیارے امام نے کیا وہ نا قابل بیان ہے۔حضور نے جوابی خط میں ایک شعر کے ذریعہ سے خاکسار کو کس حیثیت سے یاد کیا وہ بھی قابلِ دید ہے۔اللہ میرے امام کو مکمل شفا والی فعال زندگی سے نوازے اور ہر لمحہ حفاظت خاص فرمائے۔آمین

چونکہ وہ Case عرصہ گیارہ سال سے چل رہا ہے ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔جب کبھی پولیس میرے شہادتیوں کو تنگ کرتی ہے تو ایک تکلیف کا سامان ہوتا ہے پہلے خاکسار بہت پریشان ہوتا تھا اور اپنے وکیل کے پاس معلومات کیلئے جاتا لیکن جب سے والدہ محترمہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی خدمت میں بذات خود درخواست دعا کی تو یوں لگا کہ Case بالکل ختم ہو گیا۔اب بفضل اللہ تعالیٰ ہر طرح سے خیریت ہے۔کافی عرصہ جو لگ بھگ 3 سال ہو گئے ہیں اور میں بالکل سکون سے ہوں۔ الحمدللہ

اِن سارے حالات میں جس طرح میری بیوی اور بچیوں نے ساتھ دیا اس کے ساتھ میرے بہن بھائیوں نے، میرے احمدی احباب اور میرے والدین نے وہ نا قابل بیان تحریر ہیں۔اللہ اِن سب لوگوں کو اجر عظیم سے نوازے۔آمین

مضمون کو ختم کرتے ہوئے ایک بار پھر یہی دعا ہے کہ اللہ میرے پیارے اِمام کو لمبی فعال زندگی سے نوازے۔آمین۔ ہر لمحہ آپ کی حفاظت فرمائے (آمین) اور ہمیں مقبول خدمتِ دین کی توفیق بخشے اور ہم اپنے امام کے حکموں پر لبیک لبیک یا سیّدی کہتے ہوئے قدم آگے بڑھائیں۔ آمین اور یوں یہ سلسلہ رواں دواں رہے اور قافلہ احمدیت نئی منازل طے کرتے ہوئے اللہ کے خاص فضلوں کا وارث ٹھہرے۔آمین

رسول اللہ کی محبت

تقویٰ ایمان کے بغیر مکمل نہیں ہوتا جبکہ ایمان، بیٹے، باپ بلکہ تمام انسانوں کی محبت سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کئے بغیر صحیح نہیں ہو سکتا۔محبت و ایمان اور تقویٰ اللہ کی بہت اعلیٰ مثال جنگِ احد کے بعد ایک انصاری صحابیہ نے پیش فرمائی۔جب یہ افواہ پھیل چکی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں شہید ہو چکے ہیں تو واپس آنے والے صحابہ سے اس صحابیہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے تو اسے بتایا گیا کہ جنگ میں تمہارے خاوند شہید ہو گئے ہیں۔اس نے کہا کہ میں تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھ رہی ہوں۔پھر اسے بتایا گیا کہ تمہارا بھائی اور باپ بھی شہید ہو گئے ہیں۔مگر وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہی فکر مند تھی۔خاوند، بھائی اور والد کی شہادت کے باوجود جب اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت کی خبر ملی تو اس نے بے اختیار کہا کہ جب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں تو اس خوشی کی وجہ سے باقی سارے صدمے معمولی ہیں۔میں خوش اور خدا کی رضا پر دل کی گہرائیوں سے راضی ہوں۔

(سیرت ابنِ ہشام جلد 3 ص 31۔دار التوفیقہ للطباعہ، بالازھر)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم دسمبر 2011ء کو بمقام بیت الفضل لندن قبل نماز مغرب درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ ثروت سلطانہ صاحبہ

مکرمہ ثروت سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم عزیز احمد صاحب مرحوم آف بدوملہی گزشتہ ہفتہ پاکستان سے یہاں اپنے بیٹے کے پاس آئی تھیں کہ 25 نومبر 2011ء کو اچانک ہارٹ اٹیک سے 60 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ نے تقریباً 9 سال بدوملہی میں لجنہ اماء اللہ کی نائب صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ یہاں آنے سے قبل ربوہ میں رہائش پذیر تھیں آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا اور غیر از جماعت خواتین کو گھر پر بلا کر کسی نہ کسی رنگ میں پیغام حق پہنچاتی رہتی تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرم عبدالمجید امجد صاحب

مکرم عبدالمجید امجد صاحب آف راولپنڈی مورخہ 17 ستمبر 2011ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نے جماعتی اور ذیلی تنظیموں میں مختلف خدمات کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل صدر حلقہ کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہے تھے۔ نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

مکرم رانا بنیامین صاحب

مکرم رانا بنیامین صاحب دارالعلوم جنوبی ربوہ مورخہ 16 ستمبر 2011ء کو 69 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نے حضرت مصلح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے باڈی گارڈ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ دس بارہ سال سے آنکھوں کی بینائی ختم ہونے کی وجہ سے کوئی کام نہیں کر سکتے تھے لیکن اپنے گھر پر نمازیں بروقت ادا کرتے اور ایم ٹی اے کی نشریات باقاعدگی سے سنتے تھے۔

مکرمہ بشریٰ نسیم صاحبہ

مکرمہ بشریٰ نسیم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری ارشاد احمد صاحب ورک ایڈووکیٹ سپریم کورٹ لاہور مورخہ یکم نومبر 2011ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند، عبادت گزار، خلافت سے بے پناہ محبت کرنے والی اور صدقہ و خیرات کرنے والی ہمدرد خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم محمد سعید قریشی صاحب

مکرم محمد سعید قریشی صاحب ابن مکرم عزیز محمد قریشی صاحب آف اٹک حال ربوہ مورخہ یکم نومبر 2011ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ آپ نے 23 سال تک Parkinson بیماری کا بڑے حوصلہ سے مقابلہ کیا اور کبھی بھی کوئی شکوہ زبان پر نہ لائے۔ آپ حضرت جان محمد احمدی صاحب آف اٹک رفیق حضرت مسیح موعود کے پوتے تھے۔ آپ کو قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور پھر لمبا عرصہ سیکرٹری مال کی حیثیت سے جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ 1974ء میں جماعتی مقدمات کا بھی سامنا کیا۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب شریف (آف مریم ہسپتال ربوہ) کے خسر اور مکرم ظہور احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کے پھوپھا تھے۔

مکرم چوہدری محمد عبداللہ صاحب

مکرم چوہدری محمد عبداللہ صاحب مورخہ 7 نومبر 2011ء کو طاہر ہارٹ ربوہ میں وفات پا گئے۔ آپ نے حافظ آباد میں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی اور اس دوران آپ کو وہاں کی پرانی بیت الذکر کی جگہ نئی بیت الذکر تعمیر کرنے کا بھی موقعہ ملا۔ مخلص، ہمدرد، متوکل اور نافع الناس انسان تھے۔ قرآن کریم سے بے حد محبت تھی اور خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود کے ساتھ والہانہ لگاؤ تھا۔

مکرمہ فرزانہ تبسم صاحبہ

مکرمہ فرزانہ تبسم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد احمد یٰسین صاحب گوجرانوالہ مورخہ یکم نومبر 2011ء کو وفات پا گئیں۔ آپ نے کھوکھر کی گوجرانوالہ میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی اور خلافت کے ساتھ محبت اور اخلاص کا تعلق رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ رشتہ داروں اور ضرورت مندوں کا بہت خیال رکھتیں اور کبھی کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتی تھیں۔

مکرمہ صدیقہ سلیم صاحبہ

مکرمہ صدیقہ سلیم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد سلیم صاحب آف حیدر آباد۔ انڈیا گزشتہ دنوں حیدر آباد میں وفات پا گئیں۔ آپ نے زیادہ عرصہ شارجہ میں گزارا جہاں آپ کو ایک حلقہ میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ نہایت نیک سیرت، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔

مکرم بشیر احمد صاحب صدیقی

مکرم بشیر احمد صدیقی صاحب آف لاہور مورخہ 13 نومبر 2011ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ حضرت حکیم محمد صدیق صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے بیٹے تھے۔ آپ نے علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں لمبا عرصہ سیکرٹری تعلیم القرآن اور زعیم انصاراللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نہایت نیک تہجد گزار، دعا گو، اطاعت گزار اور خلافت کے ساتھ گہری محبت کرنے والے مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم مبارک احمد صاحب صدیقی (کارکن ایم ٹی اے لندن) کے والد تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

قادیان میں ریلوے

حضرت مرزا قدرت اللہ صاحب ساکن محلّہ چابک سواراں لاہور (ولادت 21/اپریل 1888ء وفات 27/اکتوبر 1963ء) کی تحریری روایت ہے کہ

”غالباً 1902ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود صبح سیر کے لئے تشریف لے گئے ...... جب ہم اس گاؤں کے بیچ میں پہنچے جو نواں پنڈ کے نام سے مشہور ہے۔ خلیفہ رجب الدین صاحب نے (مجھ سے کہا) ...... حضرت صاحب نے اس مقام پر جہاں سے ریلوے لائن گزرے گی اپنے سوٹے سے نشان کر دیا ہے چنانچہ کئی سالوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح موعود کی زبان مبارک سے نکلی باتوں کو پورا کیا“۔

(رجسٹر روایات جلد 4 ص 177)

یہ عظیم پیشگوئی 19 دسمبر 1928ء کو پوری شان سے پوری ہوئی جب امرتسر سٹیشن پر قادیان ریلوے کا افتتاح ہوا اور پہلی گاڑی قادیان کیلئے روانہ ہوئی جس میں حضرت مصلح موعود، خاندان مسیح موعود اور بہت سے بزرگ اور مخلصین بھی تھے۔ گاڑی نے 3 بجکر 42 منٹ پر حرکت کی 6 بجے شام گاڑی قادیان کے پلیٹ فارم پر پہنچی اور پوری فضا پُر جوش نعروں سے گونج اٹھی۔

(الفضل 25 دسمبر 1928ء)

اعلان دارالقضاء

(مکرم مقبول احمد صاحب ترکہ
مکرم مبشر احمد صاحب)

مکرم مقبول احمد صاحب نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محترم مبشر احمد صاحب وفات پا چکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 2/15 محلّہ دارالعلوم غربی برقبہ 1 کنال 49 مربع فٹ میں سے 10 مرلے 24.5 مربع فٹ بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ حصہ خاکسار کے نام منتقل کر دیا جائے۔ جملہ ورثاء کو اعتراض نہ ہے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرمہ مبشرہ سلطانہ صاحبہ (بیٹی)
2۔ مکرمہ طاہرہ فرزانہ صاحبہ (بیٹی)
3۔ مکرم مقبول احمد صاحب (بیٹا)
4۔ مکرمہ سعدیہ واجد صاحبہ (بیٹی)
5۔ مکرم منصور احمد صاحب (بیٹا)
6۔ مکرمہ فوزیہ رضوانہ صاحبہ (بیٹی)
7۔ مکرم ڈاکٹر محمد طارق صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

ربوہ کی مضافاتی کالونیوں میں پلاٹس کی خرید و فروخت

جو احباب مضافاتی کالونیوں میں پلاٹس کی خرید و فروخت کریں وہ منظور شدہ پراپرٹی ڈیلرز کی معرفت سودا کریں بہتر ہے سودا کرنے سے قبل پراپرٹی ڈیلر کا اجازت نامہ چیک کر لیں۔

جن کالونیوں میں پلاٹس خریدنا چاہیں تو اس امر کی تسلی کر لیں کہ کالونی منظور شدہ ہے تا کہ بعد میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ اگر کسی وضاحت کی ضرورت ہو تو مضافاتی کمیٹی دفتر صدر عمومی سے رابطہ کریں۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

زدجام عشق خاص
قوت و امساک کیلئے مشہور گولیاں
کیپسول روح شباب
امنگوں کو بڑھاتی اور طاقت کو واپس لاتی ہے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ (چناب نگر)
فون: 0476211538 فیکس: 0476212382

رپورٹ مکرم طیب احمد منصور صاحب سیکرٹری اشاعت

جماعت احمدیہ پرتگال کا دسواں جلسہ سالانہ

محض خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے جماعت
احمدیہ پرتگال کو مورخہ 7-8 اکتوبر 2011ء اپنا
دسواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔سیدنا
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ
شفقت اس جلسہ کی منظوری عطا فرماتے ہوئے مکرم
مبارک احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ سپین کو اپنا
نمائندہ مقرر فرمایا تھا۔

جلسہ کا پہلا روز

پہلے روز کا آغاز اجتماعی نمازِ تہجد سے ہوا جو کہ
مشن ہاؤس میں ادا کی گئی۔اس کے بعد نماز فجر ادا
کی گئی اور درس قرآن ہوا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
بنصرہ العزیز کے براہ راست خطبہ جمعہ سننے کے بعد
نماز جمعہ اور نماز عصر ادا کی گئیں۔تین بجے سہ پہر
افتتاحی اجلاس مکرم مبارک احمد صاحب امیر
جماعت احمدیہ سپین کی زیرِ صدارت شروع ہوا۔
تلاوت ونظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی
تقریر میں جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد سیدنا
حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی موعود کے ارشادات
کی روشنی میں بیان فرمائے۔مکرم امیر صاحب کی
تقریر کا پرتگیزی زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔

مکرم امیر صاحب کی تقریر کے بعد مکرم فضل
احمد مجوکہ صاحب صدر جماعت و مربی سلسلہ
جماعت احمدیہ پرتگال نے الہام سیدنا حضرت
اقدس مسیح موعود و مہدی موعود ''میں تیری (۔) کو
زمین کے کنارو ں تک پہنچاؤں گا'' کے عنوان
پر اُردو میں خطاب فرمایا۔مکرم مربی صاحب کی
تقریر اُردو زبان میں تھی جس کا بعد میں پُرتگیزی
زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔

اس کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب صدر
جماعت احمدیہ براگا پرتگال نے صحابہ کرامؓ اور ذکر
الٰہی کے عنوان پر خطاب فرمایا۔آپ نے صحابہ کرامؓ
کی مقدس زندگیوں سے چند واقعات نمونہ کے طور
پر پیش فرمائے۔اس خطاب کا بھی پرتگیزی زبان
میں ترجمہ پیش کیا گیا۔اس کے بعد اردو نظم پرتگیزی
ترجمہ کے ساتھ پیش کی گئی۔نظم کے بعد خاکسار نے
''سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی موعود کی نظر
میں حقیقی احمدی'' کے موضوع پر تقریر کی۔اس کے
ساتھ پہلے روز کی کارروائی کا اختتام ہوا۔

دوسرا روز

دوسرے روز کا آغاز بھی اجتماعی نماز تہجد سے
ہوا جو کہ مشن ہاؤس میں ادا کی گئی۔اس کے بعد
نماز فجر ادا کی گئی اور درس قرآن ہوا۔

دوسرا اجلاس مکرم فضل احمد مجوکہ صاحب
صدر و مربی جماعت احمدیہ پرتگال کی زیر صدارت
شروع ہوا۔تلاوت قرآن کریم ہوئی اور سیدنا
حضرت اقدس مسیح موعود کے عربی قصیدہ میں سے
چند اشعار پیش کئے گئے جن کا پرتگیزی زبان میں
ترجمہ پیش کیا گیا۔اس سیشن میں آنحضور ﷺ کا
عجز وانکسار، برکاتِ خلافت اور تربیت اولاد کے
متعلق قرآن واحادیث اور جماعتی تعلیمات کے
موضوع پر تین تقاریر ہوئیں۔

اختتامی اجلاس (پرتگیزی سیشن)

اختتامی اجلاس مکرم مبارک احمد صاحب امیر
جماعت احمدیہ سپین کی صدارت میں شروع ہوا
تلاوت اور نظم کے بعد ایک افریقن احمدی مکرم
ابراہیم جاؤ صاحب نے ''دین امن کا مذہب ہے''
کے عنوان پر پرتگیزی میں تقریر فرمائی۔اس کے
بعد عزیزم نبیل احمد صاحب مہتمم تعلیم مجلس خدام
الاحمدیہ پرتگال نے ''حضرت محمد ﷺ امن اور صلح
کے پیغامبر'' کے عنوان پر تقریر کی۔تیسری تقریر
مکرم فضل احمد مجوکہ صاحب صدر جماعت و مربی
سلسلہ جماعت احمدیہ پرتگال کی تھی جس میں آپ
نے ''غلبہ حق کیلئے حضرت مسیح موعود کی دلی تڑپ''
کے موضوع پر کی۔آپ کی تقریر کے بعد مکرم
مبارک احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ سپین نے
اختتامی تقریر کی اور اجتماعی دعا کروائی جس کے
ساتھ اس جلسہ سالانہ کا اختتام ہوا۔اس جلسہ میں
شامل ہونے والوں کی تعداد 91 تھی۔

جلسہ کی تمام کارروائی ساتھ ساتھ پُرتگیزی
زبان میں پیش کی جاتی رہی۔

اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کے بابرکت
اثرات کو دائمی فرمائے اور شاملینِ جلسہ کو سیدنا
حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی موعود کی اُن تمام
دُعاؤں کا وارث بنائے جو کہ آپ نے جلسہ سالانہ
میں شامل ہونے والوں کیلئے کی ہیں۔آمین

(الفضل انٹرنیشنل 25 نومبر 2011ء)

موسم سرما کی نئی ورائٹی ڈسکاؤنٹ ریٹ کے ساتھ
ورلڈ فیبرکس
0333-6550796
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ نزد ٹیلیٹی سٹور ربوہ

خبریں

پودینہ سے کئی امراض کا علاج ماہرین صحت
نے انکشاف کیا ہے کہ پودینہ سے کئی امراض کا
علاج کیا جا سکتا ہے۔ماہرین نے پودینہ کو صحت
کیلئے انتہائی مفید قرار دیا ہے۔پودینے کی خوشبو
لعاب بنانے والے غدود کو متحرک کر دیتی ہے جو کہ
کھانے کو ہضم کرنے میں مدد دیتے ہیں اور
معدے کو فعال رکھتے ہیں۔پودینے کے استعمال
سے نہ صرف متلی اور سر درد کا فوری خاتمہ ہوتا ہے
بلکہ یہ سانس سے متعلق تمام پیچیدگیوں، حلق اور
پھیپھڑوں کے انفیکشن کو دور کر دیتا ہے۔پودینے کا
روزانہ استعمال دمے کے مریضوں کیلئے بھی کارآمد
ہے۔یہ دن بھر کی تھکن کو دور کرنے اور آنتوں کی
صفائی میں بھی انتہائی مفید ہے۔ایک تازہ تحقیق
کے مطابق پودینے کا جوس انسانی جلد کیلئے بہترین
کلینزر ہے جسے چہرے پر لیپ کرنے سے چہرہ
شاداب ہوتا ہے اور تمام جلدی بیماریاں اور چہرے
کے کیل مہاسے ختم ہو جاتے ہیں۔

**خواتین کی نسبت مردوں میں شوگر کے
مرض کی شرح زیادہ ہے** گلاسکو یونیورسٹی کی
کیمیکل اکیڈمی کی جاری کردہ ریسرچ رپورٹ کے
مطابق مرد خواتین کے مقابلے میں ذیابیطس کا
زیادہ شکار ہوتے ہیں جس کی بڑی وجہ وزن کی
زیادتی ہے تاہم نسلی اور جینز کی وجہ سے بھی لوگ
اس مرض کا شکار ہو جاتے ہیں۔اس سے قبل کی گئی
ریسرچ میں کہا گیا تھا کہ ادھیڑ عمر کے مرد خواتین
کے مقابلے میں ذیابیطس کا زیادہ شکار ہوتے ہیں
اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ مرد خواتین کے
مقابلے میں کم وزن ہونے کے باوجود ذیابیطس کا
شکار ہو جاتے ہیں

ترقی کی جانب ایک اور قدم
لہنگے ہی لہنگے
قیمت آپ کی سوچ سے بھی کم
صاحب جی فیبرکس
بڑی والی دکان نزد شریف جیولرز
ریلوے روڈ۔ربوہ: 047-6214300

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580

ربوہ میں طلوع وغروب 19۔دسمبر	
طلوع فجر	5:34
طلوع آفتاب	7:01
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	5:09

درخواست دعا

مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب
دارالضیافت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔
خاکسار کے دو چھوٹے بھائی مکرم ملک محمود
احمد صاحب ایڈووکیٹ کینیڈا اور مکرم ملک پرویز احمد
صاحب لاہور ایک لمبے عرصہ سے بیمار ہیں۔اب
حالت زیادہ بگڑ گئی ہے اور قابل فکر ہے۔احباب
سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو
شفاء کاملہ وعاجلہ دے اور صحت وسلامتی کے ساتھ
باعمر فرمائے۔آمین

نوزائیدہ اور شیر خوار بچوں کے امراض
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

LEARN German LANGUAGE
By
German Lady Teacher
صرف خواتین کے لیے
Contact #: 0302-7681425 & 047-6211298

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
NASEEM JEWELLERS
23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS
پروپرائٹر: میاں وسیم احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان 6212837
Mob:03007700369

FR-10